*Iḥyā᾽al῾ulūm, Vol.:24, Issue,2: July-Dec 2024*
*PP: 20-29*

**OPEN ACCESS**
***Iḥyā᾽al῾ulūm***
***ISSN (Online): 2663-6263***
***ISSN (Print): 2663-6255***
***www.joqs-uok.com***

# اصطلاح ''الحکمۃ'' کے قریب المعنی قرآنی اصطلاح ''الفرقان'' کا تفسیری مطالعہ

# *Concept of Quranic Term Alfurqān and Relation of Quranic Term of Al-Ḥikmah: Exegesis Study*

***Dr. Irfan Qaisar***
*Allama Iqbal Open University, Islamabad*
*Email: irfan.qaisar@aiou.edu.pk*

## Abstract

*Scholary Qurnic discipline between ayat and Sura is properly & famus methodological in Quranci exgises. But every scholar his own Style and different mathods, which is changing day by day. There are many word and Special Terms of Quranic that despite their apparent similarity but every place different Menings in these Terms except lexical meanings. al-ḥikmah is special Term of Quran which under many terms of Quran, that are different attributes in menings, one of these term alfurqān.in Nine places of this Term in Quran, different purports in every place but adjacent almost of Quranic Term al-ḥikmah*

***Key Words**: Quranic Terms, Alfurqān, al-ḥikmah, Exegesis Study*

ہر کتاب اپنی امتیازی اوصاف اور انفرادی پہلوؤں کی وجہ سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم جو کہ لاریب، بے مثل اور بے مثال کتاب ہے اپنے اعجازی پہلوؤں کی وجہ سے ہر ایک کلام پر حاوی، منفرد اور ممتاز ہے۔ اس کے ہر حرف، لفظ کے اندر حکمتوں کے وسیع علوم پوشیدہ ہیں۔ قرآن کریم کا ایک نام حکمت ہے۔ اس کے اندر نہ صرف حکمت پوشیدہ ہے بلکہ اس کی وجہ سے قاری کو حکمت کا ملکہ عطا کیا جاتا ہے۔ جس طرح الحکمۃ قرآن کریم کی جامع صفت ہے اسی طرح کچھ ایسی اور بھی صفات ہیں جو حکمت کے مترادفات تو نہیں ہیں لیکن ان کو حکمت کے اوصاف کہا جا سکتا ہے۔ انہی صفات اور اصطلاحات میں ایک قرآنی اصطلاح الفرقان بھی ہے۔ اس اصطلاح میں اتنے معانی پوشیدہ ہیں کہ ہر مفسر نے اپنی علمی صلاحیت کی بنیاد پر الگ الگ معانی متعین کیے ہیں۔ ہر معانی اپنی جگہ ایک خاص امتیازی پہلو کا حامل ہے۔ اس مقالہ میں یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کیا قرآنی اصطلاح الفرقان اصطلاح الحکمۃ کے اوصاف کو شامل ہے؟ اگر شامل ہے تو اس کو کون کون سے معانی مفسرین نے ذکر کیے ہیں اور ان پر حکمت کا اطلاق کس طرح ممکن ہے؟

CC BY

قرآن کریم کی اصطلاح (الفرقان) سات مقامات پر وارد ہوئی ہے۔ سیاق وسباق اور نظم قرآنی کے پیش نظر تفسیر بالمنقول اور تفسیر بالمعقول میں ہر ایک مقام پر اس اصطلاح کے الگ معانی ذکر کیے گئے ہیں۔

## لغوی معنی

الفرقان کا معروف معنی یہ ہے کہ جو حق اور باطل کے درمیان تمام تر فرق اور امتیاز کو واضح طور پر بیان کرے یا حد فاصل کرے، ابن فارس الفرقان کے معنی کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''فَرَقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ''[1]

فرقان کا معنی جو حق اور باطل میں تمیز کردے

آپ کے نزدیک اسی وجہ سے قرآن کریم نے جنگ بدر میں مسلمانوں کو کامیاب ہوئے اور قرآن کریم نے اس دن کو یوم الفرقان کا نام دیا[2]۔

## اصطلاحی مفہوم

امام اللغۃ ابن منظور الفرقان کا جامع مفہوم اس طرح تحریر کرتے ہیں:

كل ما فرق به بين الحق والباطل فهو فرقان [3]

فرقان سے مراد ہر ایسی صلاحیت ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کردے۔

اُردو کے تمام مترجمین نے اصطلاح ''فُرْقَانًا'' کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

۱۔ حق باطل میں تمیز کی قوت

۲۔ ایسی کسوٹی جو برائیوں سے دور کردے[4]

۳۔ فرقان عطا کرے گا[5]

۴۔ فیصلہ کن بات[6]

۵۔ کفار سے الگ اور ممتاز[7]

۶۔ فیصلہ کرنے والے چیز لکھا۔[8]

مترجمین کے ذکر کردہ معانی سے صفت الفرقان کی مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ایک جامع قرآنی صفت ہے۔ قرآن کریم میں صفت الفرقان کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے:

وَ اِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ[9]

قرآن کریم میں ایک مقام پر یہ صفت تورات کے ساتھ بھی وارد ہوئی ہے۔ امام ابن جریر الطبری نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہونے والی صفت الفرقان کے ضمن میں لکھا ہے کہ الفرقان کا ایک معنی بہترین فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ جو حق اور باطل کے درمیان درست فیصلہ کر سکے۔[10]۔ قرآن

کریم کی صفت الحکمۃ کا بھی یہی معنی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صفت بھی حکمت کے زیر اثر قرآنی اصطلاح ہے۔ اسی طرح امام جلال الدین السیوطی نے اصطلاح الفرقان کو ایک ایسی جامع صفت قرار دیا ہے جس کا اطلاق تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم پر ہوتا ہے۔ آپ نے یہ قول ابن عباسؓ کے اثر سے لیا ہے۔[11] اور اسی کی تائید علامہ نسفی بھی کرتے ہیں کہ یہ صفت کتاب اور شریعت دونوں کی جامع ہے۔[12]

یہی قرآنی صفت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ھارون علیہ السلام کے لیے ایک اور مقام پر وارد ہوئی ہے۔ یہاں اس صفت سے مراد ایک خاص ایمانی طاقت ہے جس کی وجہ سے آپ کے اندر فرعون اور اس کے جادوگروں سے مقابلہ کرنے کا جذبہ اور ہمت پیدا ہوئی ہے۔ یہاں اسی صفت کو علامہ ابن عطیہ نے تفصیل سے بیان کی ہے۔[13]

یہی صفت قرآن کریم کے ساتھ بھی وارد ہوئی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ[14]

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

فرقان سے مراد نجات ہے دنیوی بھی اور اخروی بھی اور فتح و نصرت غلبہ و امتیاز بھی مراد ہے جس سے حق و باطل میں تمیز ہو جائے۔ بات یہی ہے کہ جو اللہ کی فرماں برداری کرے، نافرمانی سے بچے اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔ جو حق و باطل میں تمیز کرلیتا ہے، دنیا و آخرت کی سعادت مندی حاصل کرلیتا ہے اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں لوگوں سے پوشیدہ کروئے جاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے اجر و ثواب کا وہ کامل مستحق ٹھہر جاتا ہے۔[15]

علامہ ثناءاللہ پانی پتی لکھتے ہیں

فرقان سے مراد وہ نصرت ہے جس سے اہل حق اور باطل پرستوں میں فرق ہو جاتا ہے 'اہل ایمان کو باعزت اور اہل کفر کو ذلیل کردیا جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا: یعنی اللہ تعالی دونوں جہان میں متقیوں کیلئے تمام خطرات اور ہولناکیوں سے بچاؤ کا راستہ بنادے گا۔ مقاتل بن حیان نے کہا کہ دین میں شبہات و شکوک واقع ہونے سے محفوظ رہنے کا طریقہ بتادے گا۔ مقاتل کا قول اول الذکر تفسیر کے قریب ہے (جس میں فرقان سے بصیرت قلبی مراد قرار دی گئی ہے) عکرمہ نے نجات اور ضحاک نے ثبات فرقان کا ترجمہ کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: یعنی حق و باطل میں فیصلہ کردے گا جس سے تمہاری حقانیت ظاہر اور تمہارے مخالفوں کی باطل پرستی ثابت ہو جائے گی۔[16]

فرقان کی تفسیر ابوالکلام آزاد نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

اس آیت کریمہ میں لفظ فرقان سے معلوم ہوا کہ جو جماعت متقی ہوگی اس میں حق و باطل اور خیر و شر کے امتیاز کی ایک خاص قوت پیدا ہو جائے گی اور اس لیے کبھی باطل و شر کی طرف قدم نہیں اٹھائے گی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس اعتبار سے صدر اول کے مسلمانوں کا کیا حال تھا؟ عرب کے صحرا نشین جن کی ساری زندگیاں اونٹ چرانے میں بسر ہوئی تھیں یکایک ایرانیوں اور رومیوں جیسی متمدن قوموں کی قسموں کے مالک ہوگئے لیکن خیر و شر میں امتیاز کی ایک ایسی قوت ان کے قبضہ میں آگئی تھی کہ جو کچھ کرتے تھے اور جس طرح کرتے تھے، وہ حق و عداوت اور خیر و سعادت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔[17]

مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں کہ یہ فرقان تقریباً وہی چیز ہے جس کو معرفت یا بصیرت کہا جاتا ہے۔ بصیرت کسی آدمی میں وہ اندرونی روشنی پیدا کرتی ہے کہ وہ ظاہری

پہلوؤں سے دھوکا کھائے بغیر ہر بات کو اس کے اصل روپ میں دیکھ سکے۔ جب بھی کوئی آدمی کسی معاملہ میں اپنے کو اتنا زیادہ شامل کرتا ہے کہ وہ اس کی پرواکرنے لگے۔ وہ اس کے بارے میں اندیشہ ناک رہتا ہو تو اس کے بعد اس کے اندر ایک خاص طرح کی حساسیت پیدا ہوتی ہے جو اس کو اس معاملہ کے موافق اور مخالف پہلوؤں کی پہچان کرادیتی ہے۔ یہ فرقانی معاملہ ہر ایک کے ساتھ پیش آتا ہے خواہ وہ ایک مذہبی آدمی ہو یا ایک تاجر اور ڈاکٹر اور انجینئر۔ کوئی بھی آدمی جب اپنے کام سے تقوی (کھٹک) کی حد تک اپنے کو وابستہ کرتا ہے تو اس کو اس معاملہ کی ایسی معرفت ہو جاتی ہے کہ ادھر ادھر کے مغالطوں میں الجھے بغیر وہ اس کی حقیقت تک پہنچ جائے۔[18]

کسی آدمی کے اندر یہ خدائی بصیرت (فرقان) پیدا ہونا اس بات کی سب سے بڑی ضمانت ہے کہ وہ برائیوں سے بچے، وہ خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو درست کرے اور بالآخر خدا کے فضل کا مستحق بن جائے۔ یہ فرقان (حق و باطل کی نفسیاتی تمیز) پیدا ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ آدمی اپنے آپ کو حق کے ساتھ اتنا زیادہ وابستہ کر چکا ہے کہ اس میں اور حق میں کوئی فرق نہیں رہا۔ وہ اور حق دونوں ایک دوسرے کا مثنی بن چکے ہیں۔ اس کے بعد اس کا بچایا جانا اتنا ہی ضروری ہو جاتا ہے جتنا حق کو بچایا جانا۔ ایسے لوگ براہ راست خدا کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ اب ان کے خلاف تدبیریں کرنا خود حق کے خلاف تدبیریں کرنا بن جاتا ہے۔ اور خدا کے خلاف تدبیر کرنے والا ہمیشہ ناکام رہتا ہے خواہ اس نے کتنی ہی بڑی تدبیر کر رکھی ہو۔

مفتی محمد شفیع فرقان کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> فرقان اور فرق دونوں مصدر ایک ہی معنی کے ہیں۔ محاورات میں فرقان اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو دو چیزوں میں واضح طور پر فرق اور فصل کردے۔ اسی لیے فیصلہ کو فرقان کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور ناحق میں فرق واضح کردیتا ہے۔ اللہ تعالی کی مدد کو بھی فرقان کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ اہل حق کو فتح اور ان کے مخالف کو شکست ہو کر حق و باطل کا فرق واضح ہو جاتا ہے قرآن کریم میں اسی معنی کے لیے غزوہ بدر کو یوم الفرقان کے نام سے موسوم کیا ہے۔[19]

عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں:

> فرقان کی تشریح اہل تفسیر نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق کی ہے۔ لیکن بہتر ہو گا کہ لفظ ان سب مفہوموں کا جامع سمجھا جائے اور ہدایت اور نور قلب جس سے حق و باطل میں فیصلہ ہو جائے اور غلبہ علی الاعداء اور نجات آخرت جس سے حق و باطل میں عملی فیصلہ ہو جائے سب کو شامل رہے۔[20]

آپ کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ فرقان سے مراد اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ حکمت ہے جس کو فرقان کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہوا ہے کہ قرآنی اصطلاح الفرقان حکمت کی قریب المعنی قرآنی اصطلاح ہے۔

قرآن کریم میں ایک مقام پر الفرقان کی صفت کو تقویٰ کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾[21]

اے ایمان والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تم میں فیصلہ اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا، اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔

مشہور اشاری تفسیر کے مصنف علامہ تستری (م ۲۸۳ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أي نوراً في الدين من الشبهة بين الحق والباطل[22]

ایسا نور جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہو۔

یعنی آپ کے نزدیک فران محض ایک صفت یا اصطلاح قرآنی تک محدود نہیں بلکہ اس سے مراد ایک خاص نور ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل تقویٰ کو عطا کیا جاتا ہے۔ اسی نور کی مزید وضاحت امام سلمی (م ۴۱۲ھ) نے اپنی تفسیر میں امام جنید بغدادیؒ کے قول سے کی ہے کہ فرقان ایک خاص راہ، نور اور روشنی ہے جس کی وجہ سے اہل تقویٰ پر حق کی راہیں اور باطل کی راہیں آشکار ہوتی ہیں۔ اور ان پر واضح ہو جاتا ہے کہ حق اور باطل میں کیا تمیز ہے۔ اور آپ کے نزدیک تو فرقان کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔[23]

اصطلاح الفرقان کی مزید تفصیل امام القشیری الشافعی (۴۶۵ھ) نے اس طرح کی ہے:

علم وافر وإلهام قاهر فالعلماء فرقانُهم مجلوبُ برهانِهم، والعارفون فرقانهم موهوب عرفانهم؛ فأولئك مع مجهود أنفسهم، وهؤلاء بمقتضى جُودِ ربِّهم.[24]

(فرقان کی صفت علماء اور عارفین دونوں کو عطا کی جاتی ہے مگر اس میں فرق ہے) علماء کے لیے فرقان علم وافر اور عارفین کے لیے زبردست الہام ہے۔ علماء کو فرقان عطا کر کے ان کو براھین وادلہ عطا کر دیے جاتے ہیں۔ اور عارف کو اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کر دی جاتی ہے۔ یہی لوگ مجاہدہ کے ذریعے اس قوت کو زیادہ کر لیتے ہیں اور یہ سارے اس صفت میں اپنی رب کی عطا اور سخاوت کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس ایک صفت کو علامہ قشیری نے مزید واضح کر دیا ہے کہ علماء اور عارفین دونوں تقوی کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی فرقان کی صلاحیت میں دونوں میں فرق ہے۔

امام ابن عربی (م ۶۳۸ھ) نے صفت الفرقان کو عقل فرقانی کے ساتھ تعبیر کیا ہے:

نوراً يفرق به بين الحق والباطل من طور العقل الفرقاني[25]

یعنی آپ کے نزدیک عقل کی ایک قسم عقل فرقانی بھی ہے جو حق اور باطل میں فرق کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ آپ کے نزدیک یہ ایک خاص قوت، صلاحیت اور ملکہ ہے جس سے عقل انسانی قوت پا کر عقل فرقانی کے درجے پر فائز ہو جاتی ہے۔ اور انسان کے اندر حکمت کی صفات اور اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔

صاحب روح البیان لکھتے ہیں

ان التقوی اسندت الی المخاطبین وجعل الفرقان الی الله تعالی فالله تعالی اذا اراد بالعبد خیرا اصطفاه لنفسه وجعل فی قلبه سراجا من نور قدسه یفرق به بین الحق والباطل والوجود والعدم والحدوث والقدم ویتبصر به عیوب نفسه

کہ تقوی کی نسبت بندوں کی جانب کی گئی اور فرقان کی صفت اللہ تعالی نے اپنی طرف فرمائی اس لیے کہ جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو اپنے لیے منتخب فرمالیتا ہے پھر اس کے دل میں ایسانور قدسی ڈال دیتا ہے جس کے ذریعے وہ خود بخود حق اور باطل، وجود اور عدم اور حدوث میں فرق کر لیتا ہے اور اپنے نفس کے عیوب سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔

امام جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) نے صفت الفرقان کو تقوی، حکمت، کسوٹی، فتح، مخرج، نجات، تقویٰ اور نصرت سے تعبیر فرمایا ہے [26]۔ اسی طرح قاضی ثناءاللہ (م ۱۲۲۵ھ) نے صفت الفرقان کو فراست یعنی قلبی بصیرت سے تعبیر فرمایا ہے۔ [27]۔

پیر کرم شاہ تفسیر مظہری کے حوالے سے فرقان سے مراد صوفیاء کے نزدیک کشف مراد لیتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

فرقان مصدر ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو فرقان کہتے ہیں۔ ای بصیرة فی قلوبکم تفرقون بین الحق والباطل، عارفین کاملین کا ارشاد ہے کہ ذکر الٰہی سے ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے حقائق اشیاء منکشف ہو جاتی ہے۔ اور غلط و صحیح میں فرق محسوس ہونے لگتا ہے۔ (ویسمی هذاني اصطلاح الصوفية بالكشف) صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے کشف کہتے ہیں۔ اور حضور علیہ افضل الصلوات و اجمل التسلیمات کے اس ارشاد گرامی میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے (اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله) مومن کی فراست سے ڈرا کرو وہ تو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ [28]

علامہ شبیر احمد عثمانی نے فرقان کی تفسیر عین حکمت کے طور پر فرمائی ہے، آپ لکھتے ہیں: تقویٰ کی برکت سے حق تعالی تمہارے دل میں ایک نور ڈال دے گا جس سے تم ذوقاً و وجداناً حق و باطل اور نیک و بد کا فیصلہ کر سکو گے۔ [29] الفرقان کا معنی کسوٹی لکھا ہے اور پھر اس کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ کسوٹی اس چیز کو کہتے ہیں جو کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کو نمایاں کرتی ہے۔ یہی مفہوم ''فرقان '' کا بھی ہے اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ اس لفظ سے کیا ہے۔ ارشاد الٰہی کا منشا یہ ہے کہ اگر تم دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو تمہاری دلی خواہش یہ ہو کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو، تو اللہ تعالی تمہارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کر دے گا جس سے قدم قدم پر تمہیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ کونسا رویہ صحیح ہے اور کونسا غلط، کس رویہ میں خدا کی رضا ہے اور کس میں اس کی ناراضی۔ زندگی کے ہر موڑ، ہر دوراہے، ہر نشیب اور ہر فراز پر تمہاری اندرونی بصیرت تمہیں بتانے لگے گی کہ کدھر قدم اٹھانا چاہیے اور کدھر نہ اٹھانا چاہیے، کونسی راہ حق ہے اور خدا کی طرف جاتی ہے اور کونسی راہ باطل ہے اور شیطان سے ملاتی ہے۔ [30]

علامہ قطب شہید لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ کی وجہ سے انسان کے دل میں وہ دوٹوک بصیرت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی راہ کی مشکلات میں صحیح فیصلے کر سکتا ہے۔ لیکن یہ وہ حقیقت ہے کہ تمام روحانی تجربات کی طرح اس کو بھی عملاً اپنانے کے بعد ہی اس کی پوری

ماہیت انسان پر منکشف ہوتی ہے۔ صرف کلام وبیان سے اس کی ماہیت کو پوری طرح بیان نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً ان لوگوں پر جن کا کوئی ذوق ہی نہ ہو۔[31]

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

اس سے مراد یا دنیا میں الگ اور ممتاز کرنا ہے یا آخرت میں۔ اگر دنیا میں مسلمانوں کو کافروں سے الگ اور ممتاز کرنا مراد ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ مسلمان دنیا میں اپنے احوال باطنہ اور احوال ظاہرہ کے لحاظ سے کافر سے ممتاز ہوتا ہے۔ احوال باطنہ سے اس لیے کہ کافر کے دل میں اللہ کا انکار ہوتا ہے اور مسلمان کے دل میں اللہ پر ایمان ہوتا ہے اور کافر کا دل کینہ، بغض، حسد اور مکر وفریب سے پر ہوتا ہے اور مومن کا دل ان تمام اوصاف رذیلہ سے پاک اور صاف ہوتا ہے۔[32]

عبدالکریم اثری الفرقان کا وہی معنی کرتے ہیں جو حکمت کا معنی ہے، آپ کے نزدیک فرقان ایسی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے بندے کے اندر قوت فیصلہ قوی ہو جائے۔[33]

صفت فرقان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کتاب سے فائدہ اٹھانے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو اللہ کی طرف سے ایک ایسا شعور ملتا اور ایک ایسی حکمت عطا ہوتی ہے۔ جس سے وہ زندگی کے تمام نشیب وفراز میں بڑی آسانی سے حق کو پہچان لیتا ہے اور کبھی باطل کا شائبہ بھی اسے اشتباہ میں مبتلا نھیں کر سکتا اس لحاظ سے یہ فرقان، کتاب سے ایک زائد چیز ہے۔ بعض لوگوں نے ایک اور پہلو سے بھی اس پر غور کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ کے نبی کو اپنی امت کی رہنمائی کیلئے کتاب دی جاتی ہے۔ اسی طرح اسے اپنی اور اپنی دعوت کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے ایک معصوم اور دل آویز شخصیت بھی عطا ہوتی ہے جو بجائے خود فرقان کا کام دیتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے ایسے معجزات عطا کیے جاتے ہیں، جن کی مثال لانے سے لوگ عاجز ہوتے ہیں اور نتیجۃً وہ کھل کر اور پوری قوت سے مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ رفتہ رفتہ اندھے مخالفین تحلیل ہو جاتے ہیں اور باقی لوگ دعوت اسلامی کو قبول کر لیتے ہیں۔ یہاں ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ ''الفرقان'' صرف توراۃ ہی کی صفت نہیں بلکہ اللہ کی ہر کتاب فرقان بن کے آتی ہے اور اس کا ہر نبی بھی اپنی ذات میں فرقان ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن پاک کو بھی فرقان کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ "

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا''۔

قرآن کریم میں الفرقان صفت کے طور پر بھی آیا ہے اور قرآن کریم کے نام کے طور پر بھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اسم اپنے مسمیٰ کی شناخت اور صفت اپنے موصوف کا تعارف ہوتی ہے۔ فرقان بھی قرآن کریم کے لیے ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان اپنی اطاعت اور فرمانبرداری میں جس قدر محنت کرے گا اس کے دل میں اللہ کی معرفت اور نور زیادہ ہوتا جائے گا۔ لامحالہ جب اس کے دل میں معرفت الٰہی اور تجلیات ربانیہ اتریں گے تو پھر اخلاق و کردار میں برے اعمال اور برے اوصاف کی جگہ نہیں ہوتی۔ فرقان کا اگر ظاہری مفہوم لیا جائے تو اس سے آسان مفہوم یہ ہوگا کہ دنیا

میں مومن کو اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد حاصل ہو گی اور ہوتی رہی گی جب کہ کافر نصرت ربانی سے محروم رہے گا۔ فرقان کا معنیٰ اگر آخرت کے اعتبار سے کیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنا رحم و کرم مومنین پر فرمائے گا اور ان کو جنت عطا فرمائے گا جب کہ کفار نہ ہی اس کے رحم و کرم کے مستحق ہیں اور نہ ہی جنت کی اعلیٰ نعمتوں کے مستحق ہوں گے۔

اگر تقویٰ کے بعد فرقان یعنی حکمت عطا کر دی جاتی ہے تو یہی قرآنی حکمت ہے جسے مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حکمت انسان کے اندر مختلف صلاحیتوں کے عطا کرنے کا نام ہے جو کبھی تو انسان اپنے اعمال کی وجہ سے ان کا مستحق ہوتا ہے اور کبھی یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء پر منحصر ہے۔ مسلمان کی زندگی میں عمل صالح کی ادائیگی میں بعض اُمور انتہائی پیچیدہ اور پوشیدہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی معرفت کے لیے انسان کی تگ و دو اور اس کا عقل و شعور خطا اور پیچیدگی کا شکار رہا ہے۔ اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ تقویٰ ہو گا تو فرقان نصیب ہو گا یعنی حق اور باطل میں فرق کرنا مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔ بعض اُوقات بڑے دلائل دینے سے بھی نہ عقل اور نہ دل مطمئن ہوتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اور خصوصاً اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ مشکل اُمور میں اگر تقویٰ کی دولت نصیب ہو جائے تو فرقان یعنی حکمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر فرقان حاصل ہو جائے تو عقل اور دل کو روشنی مل جاتی ہے، انسان کا قلب مطمئن ہو جاتا ہے اور مومن کو معرفت الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔

اگر انسانی خواہشات کا جائزہ لیں تو ان کی تعداد کو شمار کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کی معرفت تک رسائی کے لیے خواہشات نفسانی بھی حائل ہوتی ہیں۔ اگر مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کے بارے میں کسی چیز کو حقیقت یا سچ تصور کرنے کی کوشش کرے تو اس کی نفسانی خواہشات حائل ہو کر اس کو قدرت الٰہی کی پہچان اور حکمت کی معرفت سے روک دیتی ہیں۔ اگر صرف دلیل اور برہان ہوں تو اس سے خواہشات نفسانی رک نہیں سکتیں۔ انسانی خواہشات کو روکنے اور دبانے کا واحد ذریعہ حکمت ہے اور اگر حکمت کی دولت نصیب ہو جائے تو حکمت کے ذریعے مسلمان بروقت اور موقع محل کے مطابق اپنا کام کرتا ہے۔ مسلمان ظاہری اور باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے قرب میں ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کو فرقان یعنی حکمت کا سبب بتلایا گیا جس سے مومن کی بصیرت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔

**حوالہ جات:**

---

[1] ۔ ابن فارس، مقاییس اللغۃ، ۴/۴۹۴

[2] ۔ ﴿إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز، یعنی دونوں فوجوں کی مڈ بھیڑ کے دن ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی، (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ ہر چیز پر قادر ہے) (الانفال ۸/۴۱)

3 ۔ ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ۸۶۵/۴

4 ۔ مودودی، ۳۵/۵، قطب شہید، فی ظلال القرآن، ۱۳۳/۴

5 ۔ وحید الدین خان، تذکیر القرآن، ۱۲۲/۳

6 ۔ سواتی، معالم القرآن، ۲۰۲/۵

7 ۔ سعیدی، غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ۴۹/۴

8 ۔ تھانوی، اشرف علی تھانوی، بیان القرآن، ص ۴۲۷

9 ۔ البقرہ: ۵۳/۲

10 ۔ دیکھیے: الطبری، ابن جریر، الجامع البیان فی تفسیر آی القرآن، ۲۴۴/۲

11 ۔ السیوطی، محمد جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۸۷/۴

12 ۔ النسفی، عبداللہ بن احمد، مدارک التنزیل، ۲۷۵/۳

13 ۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، ۳۸۵/۴

14 ۔ البقرہ: ۱۸۵/۲

15 ۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱۸۶/۵

16 ۔ پانی پتی، تفسیر مظہری، ۳۸۵/۴

17 ۔ آزاد، ترجمان القرآن، ۱۲۳/۴

18 ۔ وحید الدین خان، تذکیر القرآن، ۱۶۶/۳

19 ۔ مفتی شفیع، معارف القرآن، ۳۸۸/۳

20 ۔ دریاآبادی، تفسیر ماجدی، ۸۸/۴

21 ۔ الانفال: ۲۹/۸

22 ۔ التستری، ابو محمد سہل بن عبداللہ تفسیر القرآن العظیم، (بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۲ء)، ۲۳۱/۳

23 ۔ السلمی، ابو عبدالرحمن محمد بن الحسین بن موسیٰ، حقائق التفسیر (بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۱ء)، ۳۳۱/۴

24 ۔ القشیری، ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن، لطائف الاشارات (تفسیر القشیری) (بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۱ء)، ۲۴۱/۲

25 ۔ ابن عربی، محی الدین محمد ابن عربی، تفسیر محی الدین بن عربی (تفسیر ابن عربی) (بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۱ء)، ۲۰۱/۴

26 ۔ السیوطی، تفسیر جلالین، جلال الدین محلی، جلال الدین السیوطی) (بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۱ء)، ۱۱۹/۲

27 ۔ پانی پتی، قاضی ثناءاللہ، التفسیر المظہری (بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۱ء)، ۲۰۱/۳

28 ۔ ضیاء القرآن، ۲۳۳/۴

29 ۔ تفسیر عثمانی، ص ۳۸۸

30 ۔ تفہیم القرآن، ۸۹/۳

31 ۔ سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، ۱۸۸/۳

32 ۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ۳۴/۴

33 ۔ اثری، عبدالکریم، تفسیر عروۃ الوثقی، ۲۰۶/۱